رِضوانٌ مِّنَ اللہِ اَکبَر

رضوان

لاہور

رسالہ

مُدیرِ مسئول:

سیّد محمود احمد رضوی



۲۰۸

اہلِ سنّت و جماعت کا پاک و ہند میں اپنی شان کا واحد ترجمان

پندرہ روزہ

رضوان

لاہور

جلد ۱۰ ✦ شمارہ ۱۰

۱۵ مئی ۱۹۵۸ء

ترتیب!

مدیر مسئول: سید محمود احمد رضوی
مدیر معاون: ابوالاسد حقانی

چندہ: سالانہ -/۶ روپے ششماہی ۳/۸

سید محمود احمد رضوی پرنٹر پبلشر نے کوآپریٹو پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر رضوان اندرون دہلی دروازہ لاہور سے شائع کیا۔

ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو منہ دکھانے سے

حضرت مولانا حسن بریلوی علیہ الرحمۃ

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

نہ کیوں ان کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے

تمہارے تو وہ احساں اور یہ نافرمانیاں اپنی
ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو منہ دکھانے سے

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

زمیں تھوڑی سی دے دے بہرِ مدفن اپنے کوچہ میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اس کا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

بلا لو اپنے در پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو
پھریں کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے ان کے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسن کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

لمحاتِ فکر

- قومی اسمبلی ایسا قانون بنائے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ناموس کی توہین کو جرم قرار دیا جائے !
- حج کے لئے قرعہ اندازی کی لعنت کو ختم کیا جائے اور ہر مسلمان کو بلا روک ٹوک فریضۂ حج ادا کرنے کی سہولت دی جائے !
- اب مسئلہ کشمیر طاقت کے ذریعہ ہی حل کیا جا سکتا ہے حکومت جنگ بندی کے معاہدہ کو منسوخ کر دے !
- انتخابات میں صحیح اسلامی نمائندوں کو ووٹ دیا جائے تاکہ ملک میں صحیح اسلامی نظام قائم ہو !

دار العلوم حزب الاحناف پاکستان کے سالانہ اجلاس کی قراردادیں

دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان کے سالانہ اجلاس مورخہ ۲، ۳، ۴ مئی ۱۹۵۶ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار مسجد وزیر خان لاہور میں تین شبانہ روز نہایت تزک واحتشام کے ساتھ جاری رہے جس میں ملک کے مقتدر و مشاہیر علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی اور قوم سے خطاب کیا۔ انہیں اجلاسوں میں ان دس طلبا کرام کی دستار بندی کی رسم ادا کی گئی اور سندیں دی گئیں۔ جنہوں نے اس سال دار العلوم حزب الاحناف میں دورہ حدیث ختم کیا آخری اجلاس میں اہم تجاویز پاس ہوئیں۔

اجلاسِ اول بعد از نماز جمعہ

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب

قبلہ صدر جمعیۃ العلما پاکستان کی صدارت میں شروع ہوا۔ آپ نے اپنی افتتاحی تقریر میں دار العلوم حزب الاحناف کی ۳۲ سالہ دینی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دار العلوم سے اب تک دو ڈھائی ہزار افراد سندِ فراغت حاصل کر کے پاک و ہند کے گوشہ گوشہ میں دینِ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اس دار العلوم کی بنیاد آج سے ۳۲ سال قبل حضرت امام اہلسنت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا شاہ ابو محمد محمد دیدار علیشاہ محدث الوری قدس سرہ العزیز نے رکھی تھی۔ مقامِ مسرت ہے یہ دار العلوم اپنے فرائض باحسن وجوہ انجام دے رہا ہے اور گمراہی و لادینی کے اس دور میں روشنی کا مینار ہے آپ نے مسئلہ کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ کشمیر کے مسئلہ کو طاقت کے ذریعہ حل کرنے کے سوال پر سنجیدگی سے غور کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ مقبوضہ کشمیر میں شیخ عبداللہ کی گرفتاری سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ بھارت کو کشمیر کے عوام پر اعتماد نہیں رہا اور ہندو گورنمنٹ کو یقین ہو گیا ہے کہ کروڑوں روپے اور ہزاروں بے گناہ انسانوں کا خون بھی کشمیری عوام کو ذہنی طور پر اس بات پر آمادہ نہیں کر سکے کہ وہ بھارت کے ساتھ کشمیر کے نام نہاد الحاق کی توثیق کریں۔ جب شیخ عبداللہ کو رہا کیا گیا تھا تو ہندو گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ شیخ صاحب دوبارہ گرفتاری کے خوف سے اپنی پالیسی تبدیل کر دیں گے۔ لیکن کشمیری عوام کے اس محبوب لیڈر نے وہی کہا جو کشمیر کے عوام

چاہتے ہیں کہ الحاق کا فیصلہ آزادانہ رائے شماری سے کیا جائے۔ اب وقت آگیا ہے کہ حکومت پاکستان سلامتی کونسل سے متارکۂ جنگ کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کرے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اب صلح کی باتیں چھوڑ دیں اور خدا کا نام لے کر میدان میں اتریں۔ انشاء اللہ العزیز فتح ان کے قدم چومے گی۔

صدرِ جلسہ کے بعد حضرت علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب حقانی شیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان نے ایمان و عمل کے عنوان پر بصیرت افروز تقریر فرمائی اور مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین فرمائی۔

مولانا غلام الدین صاحب

۲ مئی بعد از نماز عشا کے اجلاس میں خطیبِ پاکستان مولانا غلام الدین صاحب خطیب انجمن تیدڑھ لاہور نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ پاکستان میں صحیح اسلامی نظام رائج کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صحابہ کرام کی زندگی کو مشعلِ راہ بنایا جائے انہوں نے کہا کہ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے جب بھی مسلمانوں پر کوئی مشکل وقت آن پڑا تو مٹھی بھر مسلمانوں نے ہزاروں پر فتح پائی اور جہاد کے جذبے سے سرشار مسلمانوں نے مشرق و مغرب کو تسخیر کر لیا اگر مسلمان اب بھی بیدار ہو جائیں تو وہ دن دور نہیں جب کشمیر آزاد ہو جائے گا۔ انہوں نے قرآنی آیات کی روشنی میں مسلمانوں کو خدا کے احکام کی پابندی کی تلقین کی اور فرمایا کہ اگر ہم انفرادی طور پر مومن بن جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک میں تمام برائیوں کی بیخ کنی نہ ہو جائے اور ملک پوری طرح ترقی کرے اور کامیابی مسلمانوں کے قدم نہ چومے۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نصب العین خدا اور اس کے رسول کی تعلیمات کو تمام دنیا میں پھیلانا اور دنیا سے تمام خرابیوں کو ختم کرنا اور اسلامی نظام کو رائج کرنا تھا جس میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر عوام نے صحیح نمائندوں کو اپنے ووٹ دیئے تو پھر ان مومنوں کی بدولت قرآن اور سنت کا دور دورہ نہ صرف سارے ملک بلکہ اسمبلی کی چار دیواری میں بھی ہوگا اور پانچ وقت کی نماز اسمبلی میں پڑھی جائے گی۔

حافظ محمد شفیع صاحب

اسی اجلاس میں حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب خطیب میمن مسجد کراچی نے مقامِ رسول کے عنوان پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ مسجد وزیر خاں میں دروازہ تک ہجوم تھا اور لوگ رات گئے تک آپ کے وعظ کو سنتے رہے۔

حضرت مولانا محمد بشیر و مولانا صوفی غلام حسین صاحب

۳ مئی بروز ہفتہ اجلاسِ اول میں حضرت سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر مدیر ماہِ طیبہ نے اپنے مخصوص انداز میں حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو کتاب و سنت کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنانے اور سنتِ نبوی کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کے بعد حضرت مولانا صوفی غلام حسین صاحب خطیب گوجرہ نے حاکمیتِ رسول کے عنوان پر ایک ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرے وہ مومن ہی نہیں ہے آپ نے کہا کہ قرآن نے تو ماکان لمومن ولا مومنۃ فرما کر ہمارے اختیارات کی نفی کر دی ہے اور یہ کہا ہے کہ

تم ہر طرح رسولِ کریم کے غلام ہو مگر یار لوگ نبی اکرم ہی کو بے اختیار کیے جا رہے ہیں۔

ظہر کے بعد کے اجلاس میں حضرت علامہ عبدالغفور صاحب

شیخ القرآن مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی نے تقریر فرماتے ہوئے اس بات کا اظہار فرمایا کہ جمعیۃ العلما پاکستان نے عام انتخابات میں بحیثیت ایک جماعت کے حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اب یہ فیصلہ کرنا عوام کا کام ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ چاہتے ہیں۔ آپ نے لوگوں کے ان اعتراضات کا جواب بھی دیا کہ علما صرف دینی امور میں ملک کی رہنمائی کر سکتے ہیں اقتصادی امور میں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ علما کسی بھی شعبہ میں دوسروں سے پیچھے نہیں۔ علما اگر کامیاب ہو کر اسمبلیوں میں گئے تو وہ یقیناً دین کا سودا نہیں کریں گے وہ دینی شعائر کی بے حرمتی نہ ہونے دیں گے۔ وہ سارے ملک میں دینی حکومت قائم کر کے دکھا دیں گے کہ قرآن مجید ایک ضابطہ ہی نہیں بلکہ ایک مکمل آئین بھی ہے۔

آپ کے بعد حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب مہتمم دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ۔ مسائل متنازعہ فیہ سے متعلق نہایت مدلل تقریر فرمائی اور سامعین کرام آپ کی عالمانہ تقریر سے بہت محظوظ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ صحیح مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری کرے اور جب تک ہم حضور کی تابعداری نہیں کریں گے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ خودساختہ" علما لوگوں پر خواہ مخواہ کفر و الحاد کے فتوے لگا دیتے ہیں اور جب ان کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں وضاحت کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اپنا موقف بدل لیتے ہیں۔ انہوں نے بڑے موثر انداز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہی راستہ ہے کہ قرآن اور رسول کے احکام کو مشعلِ راہ بنایا جائے۔

۳ مئی صبح کے اجلاس میں مولانا غلام محی الدین صاحب

مولانا غلام محی الدین گیلانی خطیب جامع رینالہ خورد نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عوام کو آئندہ انتخابات میں ان لوگوں کو ووٹ دینا چاہیئے جو صحابہ کرام کی تکذیب و تنقیص کے مرتکب نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ارکان اسمبلی ۹۵ فیصدی سنی آبادی سے ووٹ حاصل کر کے اسمبلی میں جا کر ان کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کو ختم کرنے کے درپے ہیں حالانکہ اگر اسلام میں سے صحابہ کرام کو نکال دیا جائے تو باقی کچھ بھی نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ ان لوگوں نے اسلام کی خاطر جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسلامی تاریخ کے درخشندہ اور تابناک ستارے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۷ میں لوگوں نے خدا اور رسول کی حکومت کی خاطر ہر قسم کی جانی مالی قربانی دی لیکن ابھی تک مہاجروں کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے ملک میں رشوت خوری چوربازاری اور ہر قسم کی دھاندلی ہے جس سے نہ صرف ملک تباہ ہو رہا ہے بلکہ خدا اور رسول کے احکامات کی قطعی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملک میں آئے دن مینا بازار لگائے جا رہے ہیں اور سنیما بینی کی وبا زوروں پر ہے جس سے اسلام کی خدمت کا جذبہ مفقود ہو رہا ہے۔ لوگ اپنا قیمتی روپیہ افعالِ غیر پسندیدہ

پر خرچ کرکے اپنی اقتصادی حالت کو تباہ کر رہے ہیں اور اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوگئے ہیں اور یہ سب کچھ برسر اقتدار طبقہ کی مہربانی سے ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ صحابہ کرام کو منافق کہتے ہیں وہ قرآن کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ قرآن صحابہ کرام کے مومن مخلص ہونے کا اعلان کر رہا ہے انہوں نے دار العلوم حزب الاحناف کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب کی مساعی جمیلہ کی بدولت دار العلوم بر احسن وجوہ دین کی بے لوث خدمت کر رہا ہے اس دار العلوم کی امداد و اعانت ہر سنی مسلمان کا فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں وہابیت اور شیعہ ازم نے معصوم عوام کو گمراہ کر دیا ہے اور ان کو اسلام کی اصلی روح سے الگ ہٹا کر کفر و الحاد کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ لوگ ملک کے دشمن ہیں۔ انہوں نے اپیل کی کہ آئندہ انتخابات میں ان اسلام دشمن اور ملک کے غداروں کو ووٹ دینے کی بجائے صرف ان لوگوں کو ووٹ دیں جو صحیح اسلامی حکومت رائج کرنے کی سعی کریں اور پاک سنی تنظیم کی رہنمائی میں پاکستان میں خدا اور قرآن کی حکومت قائم کریں گے۔

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب

۲ مئی رات کے اجلاس میں حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلو مہار شریف وصدر مغربی جمعیۃ العلماء پاکستان نے تقریر فرماتے ہوئے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے گوشت روٹی اور چائے کی پیالی پر ووٹ کا سودا کیا تو پھر ایسی بد دیانت لیڈرشپ ان کے سروں پر مسلط ہو جائے گی۔ جو ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی عزت و وقار کے سودے کرے گی۔

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن نے اپنے مخصوص انداز میں معاشرے کی خرابیوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ان خرابیوں کی ذمہ داری موجودہ حکمرانوں پر ہے جو اسلام کو صحیح معنوں میں بروئے عمل نہیں دیکھنا چاہتے۔ آپ نے افسوس کا اظہار کیا کہ ۹۵ فیصد سنی اتحاد عمل کے فقدان کے باعث اپنی تذلیل کا باعث ہو رہے ہیں۔ جب آپ نے عوام سے پوچھا کہ وہ دین کی سربلندی کے لئے ان لوگوں کو ووٹ دیں گے جنہوں نے ملک کو تباہی کے غار پر لا کھڑا کیا ہے تو لوگوں نے "نہیں ہرگز نہیں" کے نعرے لگائے۔ آپ نے کہا یاد رکھو جن لوگوں کو آپ چائے کی پیالی یا گوشت روٹی پر ووٹ دیں گے جو شخص ۵۰ ہزار روپیہ خرچ کرے گا۔ وہ یقیناً آپ کو بیچ کر دس لاکھ روپیہ کمائے گا۔ اس لئے اب آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ کس قسم کے لوگ چاہتے ہیں۔ آپ خدا کے لئے رسول کے لئے دین کے استحکام اور انسانیت کی بقاء کے لئے ووٹ دینا چاہتے ہیں یا ایسے لوگوں کو ووٹ دینا چاہتے ہیں جو آپ کا سودا خود کریں۔ آپ نے اہل سنت و جماعت حضرات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملک میں ۹۵ فیصد سنی ہیں اگر وہ دیانت داری کے ساتھ اس امر کا تہیہ کر لیں تو یقیناً وہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ پاکستان کس لئے قائم کیا گیا تھا صرف اس لئے نہیں کہ یہاں سے ہندو اور سکھ چلے جائیں اس لئے نہیں کہ یہاں کے حاکم بدل جائیں کیونکہ حاکم کے

بدلنے سے انسان کی تقدیر نہیں بدلتی۔ ہم نے تو اس لئے پاکستان بنایا تھا کہ یہاں کملی والے کی حکومت ہوگی۔ آپ نے پاکستان کی صورت حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے دین میں شراب حرام۔ لیکن زمین گنا شراب فروخت ہو رہی ہے۔ سود حرام لیکن سود لیا جا رہا ہے۔ جُوا حرام لیکن جُوا کھیلا جا رہا ہے اور کوئی پوچھتا تک نہیں۔ ہم نے مذہب کے لئے پاکستان بنایا تھا کہ اس میں صحیح دینی حکومت ہوگی یہ کام ابھی مکمل کرنا باقی ہے۔ آپ نے بعض موجودہ حکمرانوں کی دین سے ناواقفیت کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح یہ لوگ دین سے بے خبر ہیں۔ ان لوگوں سے کسی خیر و برکت کی توقع نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ لوگ دین کی حفاظت کر سکتے ہیں ہمیں تو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو دین کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہیں۔ آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ عام انتخابات میں ووٹ دیتے وقت اس بات کی اچھی طرح تسلی کر لیں کہ ان کے نمائندے وہ لوگ ہوں جو دین کی حفاظت کرنا اپنا شعار سمجھتے ہوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے بعد حضرت شیخ القرآن مولانا عبدالغفور صاحب خطیب وزیر آباد نے سورہ انا اعطینٰک الکوثر کی تفسیر فرمائی اور وہ وہ نکات بیان فرمائے کہ مجمع تڑپ اٹھا۔

تجاویز

آخر میں حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر اعلیٰ رضوان نے اراکین انجمن کی طرف سے مسلمانانِ لاہور کا شکریہ ادا کیا اور مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیں جو منظور ہوئیں۔

ناموسِ صحابہ

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اس کے آئین نے ضمانت دی ہے کہ یہاں اسلام شریعتِ حقّہ اور ناموسِ رسول و صحابہ کا تحفظ کیا جائے گا لیکن ہم بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ ہمارے اربابِ اقتدار اس معاملہ میں ضروری احتیاط سے کام نہیں لے رہے اس لئے ہم ان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی ایک ایسا قانون بنائے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے ناموس کی توہین کو جرم قرار دیا جائے اور جو کوئی بدباطن ان کی شان میں گستاخی و دریدہ دہنی کا مرتکب پایا جائے۔ اسے عبرتناک سزا دی جائے۔

حج

مسلمانانِ لاہور کا یہ اجتماعِ عظیم فریضۂ حج کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کے موجودہ طرزِ عمل کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ حج ارکانِ اسلام سے ایک اہم رکن ہے اور حکومت نے اس کی ادائیگی میں سہولت دینے کی بجائے جو طریقِ کار اختیار کر رکھا ہے وہ نہایت ظالمانہ و سفاکانہ ہے بلکہ مداخلت فی الدّین ہے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے۔ حج کے لئے قرعہ اندازی کی لعنت کو منسوخ کیا جائے اور ہر مسلمان کو بلا روک ٹوک فریضہ حج ادا کرنے کی سہولت دی جائے۔

کشمیر

مسلمانانِ لاہور کا یہ اجلاسِ عام حکومت پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلامیانِ کشمیر کو حقِ خود ارادیت دلانے اور محبانِ کشمیر پر بھارتی جبر و تشدّد کے خاتمہ کے لئے جنگ بندی کے معاہدہ کو

منسوخ کر دے کیونکہ اب مسئلہ کشمیر کا حل کا دار و مدار جلسوں اور قراردادوں پر نہیں رہا ہے۔

اس کے بعد میاں غلام قادر صاحب سرپرست جمعیۃ نے تقریر فرمائی اور مندرجہ ذیل تجاویز پاس کرائیں:

جداگانہ انتخاب

مسلمانان لاہور کا یہ اجتماع عظیم نظریۂ بنیادی اور اصول اسلامی کے پیش نظر صوبائی ایوانوں اور مرکزی ایوان ملی کے لئے جداگانہ نیابت کو لازمی اور لابدی یقین کرتا ہے اور مخلوط نیابت کو اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے مقاصد عالی اور ضوابط اسلامی کے منافی قرار دیتا ہے نیز یہ اجلاس اپنی اس رائے کا اعلان کرتا ہے کہ جداگانہ انتخاب اسلامی نقطہ نظر سے جائز ہے اور مخلوط انتخاب کے مقابلہ میں اس کی حمایت شرعاً ضروری ہے۔

فواحش کے اڈے

مسلمانان لاہور کا یہ اجتماع عظیم حکومت پاکستان سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی کے سدباب کے لئے موثر قدم اٹھائے اور سرزمین پاک سے عصمت فروشی کے اڈوں اور شراب فروشی کے مراکز کو قطعی طور پر بند کیا جائے۔

مبلغین پر پابندی

مسلمانان لاہور کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ دستور جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں اس امر کی بالوضاحت ضمانت دی گئی ہے کہ ہر ایک کو اظہار خیال کی آزادی ہوگی لیکن اس کے خلاف ہماری حکومت آئے دن طرح طرح کے اقدامات کرتی رہتی ہے کہیں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر کے مذہبی مجالس کو محدود و مسدود کیا جا رہا ہے اور کہیں علمائے اہل سنت و جماعت پر زبان بندیاں اور ان پر بے جا پابندیاں عائد کرتی رہتی ہے۔ یہ اجلاس ان اقدامات کی پر زور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت فوراً اس اقدام سے باز آئے۔

تبصرہ و تعارف

تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔ یہ کتاب حضرت علامہ الحاج مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ حاضر و ناظر پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں بحث کی گئی ہے اور حضور اکرم کے حاضر و ناظر ہونے پر زبردست دلائل پیش کئے گئے ہیں حضرت علامہ کاظمی کی بلند پایہ علمی شخصیت کتاب کی عظمت کی ضامن ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

تصریح المقال یہ کتابچہ بھی علامہ حضرت کاظمی کی تصنیف ہے اس میں ایصال ثواب۔ شرکت کی تعریف اور نذر لغیر اللہ کے جواز پر دلائل شرعیہ سے بحث کی گئی ہے اس موضوع پر اس سے قبل ایسی مدلل بحث نظر سے نہیں گزری ۵

اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی ــــ مولانا مفتی عزیز احمد صاحب خطیب عیدگاہ گڑھی شاہو لاہور نے اس رسالہ میں مرزا محمود قادیانی کے خطبہ "انعام الٰہی" کا مدلل و مفصل جواب دیا ہے۔ ۳/

ملنے کا پتہ:ــــ مکتبۂ رضوان لاہور

مسائلِ قرآن

از حضرت علاّمہ عبد المصطفٰے ازہری خطیب اعظم
ہارون آباد

مسئلہ الٹا قرآن مجید پڑھنا قیام کے علاوہ اور کسی موقعہ پر قرآن پڑھنا یا رکوع میں قرأت کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری۔ غنیہ)۔

مسئلہ منہ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہ ہے (درمختار۔ ردالمحتار) جب کہ قرأت سے مانع نہ ہو اور اگر مانع قرأت ہو مثلاً آواز ہی نہ نکلے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن کے نہ ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ سورت کو بار بار پڑھنا بھی مکروہ ہے (عالمگیری۔ غنیہ)

مسئلہ آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے امام و مقتدی کو مکروہ (عالمگیری) اور اگر مقتدیوں پر ثقل کا باعث ہو تو امام کو مکروہ تحریمی۔

مسئلہ کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں جب کہ باتوں سے دل بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں (درمختار ردالمحتار) وتر میں قرآن پڑھنے کی حدیثیں **حدیث** صحیح مسلم شریف میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سویا ہوا تھا حضور بیدار ہوئے مسواک کی اور وضو کیا اور اسی حالت میں آیت اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ختم سورت تک پڑھی پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں جن میں قیام و رکوع و سجود کو طویل کیا پھر پڑھ کر آرام فرمایا یہاں تک کہ سانس کی آواز آئی یونہی تین بار میں چھ رکعتیں پڑھیں ہر بار مسواک اور وضو کرتے اور ان آیتوں کی تلاوت فرماتے پھر وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ **حدیث** امام احمد ابی کعب سے اور دارمی ابن عباس سے اور ابوداؤد و ترمذی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے اور نسائی عبدالرحمٰن بن عوف سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔ **حدیث** ابویعلی باسناد حسن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر۔ اور ان دونوں کو فجر کی سنتوں میں پڑھتے اور یہ فرماتے تھے کہ ان میں زمانے کی رغبتیں ہیں ✦

مستورات کیلئے قرآنی ہدایت نامہ

از
راشد حمید

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ
شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا
یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ
یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ
وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ
وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ ۝ "اے نبی جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لائیں گی جس کو اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان بنالیں اور نہ احکامِ شریعت میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجیے اور ان کے لئے اللہ مغفرت طلب کیجیے۔"

اوپر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام لانے کے بعد مسلمان عورت کو جن کم سے کم حدود کی پابندی لازمی ہے وہ حسب ذیل ہیں :

۱۔ کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھیرائیں ۲۔ چوری نہ کریں ۳۔ بدکاری نہ کریں ۴۔ بچوں کو قتل نہ کریں ۵۔ ناجائز اولاد کے شوہر کو ملنا بند رکھیں ۶۔ احکامِ شریعت کی نافرمانی نہ کریں

شرک یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اسی کی صفات جیسی کہ اس کی شایانِ شان ہیں کسی اور میں نہ جانیں۔

چوری یعنی نہ صرف دوسروں کا مال ان کی اجازت کے بغیر نہ لیا جائے بلکہ خود اپنے شوہر کے مال میں سے بھی اس کی اجازت اور اس کی اطلاع کے بغیر کوئی خرچ نہ کیا جائے۔ امانت میں خیانت نہ کی جائے دوسروں کا مال بغیر حق کے ہڑپ نہ کیا جائے۔

بدکاری اس سے مراد صرف وہ آخری جسمانی فعل ہی نہیں ہے بلکہ اجنبی کے حسن سے آنکھ کا لطف لینا اس کی آواز سے کانوں کا لذّت اندوز ہونا۔ بات کرنے میں زبان کا لوچ کھانا یہ سب چیزیں زنا کی تعریف میں شامل ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں بتایا گیا :

العینان تزنیان وزنا ھما النظر۔ والیدان تزنیان وزناھما البطش والرجلان تزنیان وزناھما المشی وزنا اللسان النطق والنفس تتمنی وتشتھی والفرج یصدق ذالك كله ویكذبه۔ آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کی زنا نظر ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کی زنا دست درازی ہے اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کی زنا

اس راہ میں چلنا ہے اور دل کی زنا تمنا اور خواہش ہے آخر میں صنفی اعضا یا تو ان سب کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب۔"

بچوں کا قتل

اس کی کئی شکلیں ہیں اور یہاں ان سب سے روکا گیا ہے پہلی صورت ناجائز اولاد کو پیدا ہونے سے قبل یا پیدا ہونے کے بعد مار ڈالنا۔ دوسری شکل لڑکیوں کو مار ڈالنا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔ اور تیسری شکل یہ ہے کہ جائز حمل کو ضائع کر دیا جائے اس اندیشے سے کہ اس سے حسن و دلکشی میں فرق واقع ہو جائے گا عیش و عشرت میں خلل پڑے گا اور بچوں کی تربیت اور نگہداشت کا بھاری بوجھ اٹھانا پڑے گا اور چوتھی شکل یہ ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ سرے سے حمل قرار ہی نہ پا سکے۔ یہ تمام صورتیں ناجائز قرار دی گئیں۔ عہد لیا گیا کہ بچوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ چاہے وہ پیدا ہو چکے ہوں یا ابھی حمل ہی کی حالت میں ہوں۔

اولاد کے معاملے میں بہتان

یعنی حمل اور ... سے ہوا ہو چاہے وہ پہلا شوہر ہو یا غیر شوہر اور اسے قرار دے دیا جائے موجودہ شوہر کا۔ اس سے بھی روکا گیا اس لئے کہ اس طرح نسب اور وراثت کے سارے معاملات ہی مشتبہ ہو جاتے ہیں اور فساد اور بدگمانیوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

احکام شریعت کی پابندی

آخر میں ایک جامع بات کہہ دی گئی کہ زندگی کا کوئی معاملہ بھی ہو اس میں سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے اس بارے میں کیا حکم دیا ہے اور اسی حکم کے آگے سر جھکا دیا جائے چاہے رسم و رواج کا تقاضا کچھ ہی ہو یا اپنا نفس کچھ اور ہی چاہتا ہو۔

یہ ہے مختصراً وہ ہدایت نامہ جو زندگی کے روزمرّہ کے معاملات میں مسلمان عورت کو دیا گیا ہے۔ اگر عورتیں اس کی سچے دل سے پابندی کریں تو نہ صرف اپنی بلکہ پورے معاشرہ کی زندگی کو نہایت خوشگوار بنا سکتی ہیں اور نہ صرف بے دینی بلکہ جرائم اور فساد کی بھی جڑ اکھیڑ سکتی ہیں۔

دیکھئے دیکھئے۔ ذرا غور سے پڑھیے!

۱۵ اپریل کا رضوان شائع نہیں ہوا

باوجود اس بات کے کہ ۲ اپریل اور ۲ مئی کے رضوان میں یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ ۱۵ اپریل کا رسالہ شائع نہیں ہوگا مگر اس کے باوجود ۱۵ اپریل کا شمارہ نہ ملنے کی شکایات برابر آ رہی ہیں۔ لہٰذا

نوٹ کر لیجئے

کہ ماہ اپریل میں رضوان صرف ایک بار ہی شائع ہوا تھا یعنی ۲ اپریل کو — اور اس کے بعد ۱۵ اپریل کا رضوان شائع نہیں ہوا —

(مینجر)

ذکرِ اخیار

حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ

بزرگانِ سلف کی کتابِ سیرت کا ایک ایمان افروز باب

مرتبہ و مقام حضرت ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابُوحنیفہ کے شاگرد و صحبت یافتہ تھے۔ جنید بغدادی آپ کی نسبت فرماتے ہیں کہ صوفیہ کی جماعت میں جتنے فضائل و کمالات موجود ہیں ان سب کی کلید ابراھیم ادھم ہے۔ خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کا پاس ادب ملحوظ رکھتے۔ ایک مرتبہ حضرت امام اپنے دوستوں کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت ابراھیم ادھم ادھر آ نکلے۔ امام نے فرمایا۔ سیّدنا ابراھیم آیئے۔ آپ کے دوستوں نے پوچھا کہ انھوں نے یہ سرداری کیونکر پائی؟ بظاہر تو یہ آثار ان میں نظر نہیں آتے۔ امام نے جواب دیا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ خدا حقِ بندگی ادا کرنے کی کتنی کوشش کرتے ہیں اور افسوس ہے کہ اس معاملہ میں ہم ان سے بہت پیچھے ہیں۔

خود حضرت ابراھیم کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک کتاب ہاتھ میں لیے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کیسی کتاب ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اس میں اولیا اللہ کے نام لکھوں گا۔ میں نے پوچھا کیا آپ میرا نام بھی لکھیں گے؟ انھوں نے کہا کہ تم خدا کے ولی نہیں ہو۔ میں نے کہا کہ اگرچہ میں خود خدا کا دوست نہیں ہوں لیکن اس کے دوستوں کو تو محبوب رکھتا ہوں یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا۔ خدا کا حکم آیا ہے کہ پہلے تمہارا نام لکھوں۔

ابتدائی حالت آپ بلخ کے جلیل القدر بادشاہ تھے اور دنیا آپ کے زیرِ فرمان تھی جب آپ سوار ہوتے تو خدّام چالیس سونے کی ڈھالیں اور چالیس سونے کے گرز آگے پیچھے لے کر چلا کرتے۔ ایک شب آپ تخت پر سو رہے تھے کہ آدھی رات کے وقت چھت پر کوئی آہٹ معلوم ہوئی۔ آپ نے آواز دی کون ہے؟ جواب ملا کہ میں آپ کا شناسائی ہوں میرا اونٹ کھو گیا ہے اسے تلاش کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ نادان چھت پر اونٹ کا کیا کام؟ اس نے کہا کہ اے غافل! کیا یہ بات چھت پر اونٹ ڈھونڈنے سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے کہ تو اطلسی لباس میں سونے کے تخت پر لیٹا ہوا خدا کو ڈھونڈ رہا ہے۔ آپ یہ سن کر سخت متاثر ہوئے۔ ابھی آپ کا تأثر کم نہ ہونے پایا تھا کہ دوسرے ہی دن ایک اور واقعہ پیش آیا۔ آپ دربارِ عام کر رہے تھے اور پورے کرّ و فر کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک طرف سارے اُمراؤ وزراء استادہ تھے اور دوسری طرف غلام صف بستہ تھے کہ

یکایک ایک شخص بلا روک ٹوک سیدھا آپ کے تخت تک چلا گیا اور بولا کہ میں اس سرائے میں ٹھیرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے کہا کہ یہ سرائے نہیں ہے۔

اس نے پوچھا کہ آپ سے پہلے یہاں کون رہتا تھا؟ آپ نے اپنے والد کا نام بتایا۔ اس نے پھر پوچھا کہ ان سے پہلے؟ آپ نے فرمایا۔ میرا دادا۔ اسی طرح وہ نام پوچھتا گیا اور آپ اپنے آباو اجداد کے نام بتاتے گئے۔ یہ سن کر اس نے کہا۔ یہ مسافر خانہ نہیں تو کیا ہے ایک آتا ہے ایک جاتا ہے؟

اس بات نے آپ کو اتنا متاثر کیا کہ آپ خیالات میں ڈوب گئے مگر جب دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ دراصل خدا کی جانب سے ہدایت کا سامان ہو رہا ہے۔ فی الفور بادشاہت چھوڑ دی اور درویشی اختیار کرلی۔ آپ بلخ کو چھوڑ کر نیشاپور پہنچے اور ایک غار میں کئی برس سکونت پذیر رہے۔ جمعرات کے دن غار سے نکلتے، لکڑیاں چن کر جمع کرتے اور دوسرے دن نیشاپور لے جاکر فروخت کر دیتے۔ پھر جمعہ کی نماز پڑھ کر روٹی خریدتے اور نصف حصہ اپنے لئے رکھ کر نصف کسی غریب کو دے جاتے۔

جب آپ اس غار سے نکل کر مکہ معظمہ چلے گئے تو ایک مرتبہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اس غار کی زیارت کے لئے آئے اور فرمایا سبحان اللہ اگر یہ مشک سے بھرا ہوتا تب بھی اتنی خوشبو نہ دیتا جتنا اب ایک مرد باخدا کے رہنے سے خوشبودار بنا ہوا ہے۔

جب آپ مکہ معظمہ راہی ہوئے اور آپ کی آمد کا حال معلوم ہوا تو وہاں کے بزرگوں نے آپ کے شاندار استقبال کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ لوگ آپ کے استقبال میں مکہ معظمہ سے بہت دور نکل آئے ہیں تو آپ کے دل میں اپنی نیکی اور بزرگی کا خیال آگیا اور آپ نے فوراً ٹھان لیا کہ نفس کو اس کبر و غرور کی سزا دیں گے۔ چنانچہ آپ تنہا قافلے سے آگے بڑھ گئے تاکہ کوئی انھیں پہچان نہ سکے۔ حرم کے خادموں نے آپ کو دیکھ کر پوچھا۔ کیا حضرت ابراھیم ادھم پیچھے آرہے ہیں؟ حرم کے بہت سے مشائخ ان کے استقبال کو آئے ہوئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ تم لوگ اس بے دین سے کیا چاہتے ہو؟ خادم اس بات سے سخت برہم ہوئے اور بولے کہ تو ایسے بزرگ و عالی قدر آدمی کو زندیق کہتا ہے۔ خدانخواستہ وہ زندیق کیوں ہونے چلے زندیق تو دراصل تو خود ہے۔ پھر آپ کو مارنا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں کہ زندیق میں ہی ہوں۔ جب وہ آپ کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے تو آپ اپنے نفس سے مخاطب ہوئے کہ کیوں تو نے اپنی سزا پائی؟ بہت خوش ہو رہا تھا کہ حرم کے بڑے بڑے عالی مقام مشائخ تیرے استقبال کو آرہے ہیں۔ پھر جب لوگوں نے آپ کو پہچانا تو سخت شرمندہ ہوئے اور آپ سے معافی چاہی۔ اس کے بعد آپ مکہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہاں تعلیم و تزکیہ کا کام جاری کر دیا۔

اہل و عیال

جب آپ بلخ سے روانہ ہوئے تو آپ کا ایک چھوٹا سا لڑکا تھا جب وہ بڑا ہوا تو اس نے ماں سے پوچھا کہ میرے والد کہاں ہیں؟ ماں نے

ساری کیفیت مفصل بیان کی اور کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اب مکہ معظمہ میں ہیں۔ لڑکے نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں مکہ معظمہ جاؤں۔ خانہ کعبہ کی زیارت کروں اور اپنے باپ کو تلاش کر کے ان کی خدمت میں رہوں ماں راضی ہو گئیں تو لڑکے نے شہر میں منادی کرا دی کہ جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو وہ میرے ساتھ چلے میں اس کے کھانے اور سونے کا خرچ برداشت کروں گا۔ چنانچہ چار ہزار آدمی تیار ہو گئے۔ اور حضرت ابراہیم ادھم کے صاحبزادے اپنی والدہ اور ان تمام لوگوں کو لے کر مکہ معظمہ آئے جب مسجد حرم میں پہنچے تو صوفیوں کی ایک جماعت دیکھی انہوں نے پوچھا کیا آپ حضرت ابراہیم ادھم کو جانتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ وہ تو ہمارے شیخ و مرشد ہیں۔ صاحبزادے نے پتہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ لکڑیاں چننے جنگل کی طرف گئے ہیں۔ یہ سن کر صاحبزادے جنگل کی طرف روانہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک ضعیف العمر آدمی لکڑیوں کا گٹھا گردن پر رکھے چلا آ رہا ہے۔ ان کے دل نے گواہی دی کہ یہی میرے باپ ہیں چنانچہ وہ فوراً متاثر ہو کر رونے لگے۔ لیکن ضبط کر کے عرض حال کئے بغیر اپنے باپ کے پیچھے روانہ ہوئے جب حضرت ابراہیم بازار پہنچے تو آواز دی کہ کوئی ہے جو مالِ حلال کو مالِ حلال کے عوض خریدے؟ اتنے میں ایک شخص نے کچھ روٹیوں کے عوض لکڑیاں آپ سے خرید لیں آپ دوستوں اور مریدوں میں آئے اور ان کے سامنے روٹیاں رکھ کر خود نماز میں مشغول ہو گئے جب حاجی طواف میں مشغول ہوئے تو آپ نے بھی اپنے مریدوں کے ہمراہ طواف کیا۔ ٹھیک اس وقت آپ کے صاحبزادے آپ کے سامنے آ گئے۔ آپ ہمیشہ اپنے مریدوں کو تلقین کیا کرتے تھے کہ خوبصورت لڑکوں کو گھور کر نہ دیکھا کرو مگر اس موقع پر آپ نے صاحبزادے کو نظر بھر کر دیکھا اور دیکھتے رہے۔ مریدوں کو آپ کے اس فعل سے سخت تعجب ہوا۔ چنانچہ طواف کے بعد جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں بلخ سے روانہ ہوا تھا تو ایک شیر خوار بچہ کو وہاں چھوڑ آیا تھا میں سمجھتا ہوں یہ وہی میرا بچہ ہے۔ دوسرے دن آپ کے ایک مرید قافلے میں گئے اور بلخ کے لوگوں کو تلاش کیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک دیبا کا خیمہ استادہ ہے اس کے اندر ایک کرسی بچھی ہے اس پر ایک لڑکا بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے۔ درویش نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ جواب دیا کہ بلخ سے۔ پوچھا آپ کس کے بیٹے ہیں؟ اس نے کہا میں نے اپنے باپ کو کل کے سوا کبھی نہیں دیکھا اب نہیں معلوم کہ وہی ہیں یا اور کوئی؟ میں نے اس ڈر سے نہ پوچھا۔ کہ کہیں بھاگ نہ جائیں کیونکہ وہ ہم سب سے بھاگ کر ہی یہاں آئے ہیں۔ میرے والد کا نام ابراہیم ادھم ہے درویش نے کہا تب تو آپ آیئے میں آپ کو ان کے پاس لے چلوں۔ حضرت اس وقت رکن یمانی کے آگے اپنے مریدوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دور سے اپنے بیٹے اور بیوی کو آتے ہوئے دیکھا تو متاثر ہو گئے جب بیوی کی نظر آپ پر پڑی تو وہ بھی بے قرار ہو گئیں اور بیٹے سے بولیں کہ دیکھو یہی تمہارے باپ ہیں۔ برسوں کی جدائی کے بعد اس ملاقات پر سب کے

سب ایسے متاثر ہوئے کہ بے اختیار رونے لگے۔ اور منظر اتنا اثر انگیز تھا کہ تمام حاضرین بھی رو پڑے۔ آپ کے صاحبزادے کی شدتِ تاثر کا یہ عالم تھا کہ انھیں غش آگیا۔ جب ہوش میں آئے تو باپ کو سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا اور بغل گیر ہو کر پوچھا کہ بیٹا! کس دین پر ہو؟ بیٹے نے کہا دینِ محمدؐ پر۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ۔ پھر پوچھا کہ قرآن جانتے ہو؟ بیٹے نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ نے پھر تحمید کی اور پوچھا کہ کچھ علم حاصل کیا ہے اور جواب اثبات میں پاکر پھر خدا کا شکر ادا کیا کہا جاتا ہے کہ بیٹے نے اسی حال میں آپ کی گود میں جان دے دی۔ آپ کے مرید اس صورتِ حال سے سخت متاثر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہوا؟ آپ نے جواب دیا کہ جب میں اس سے بغل گیر ہوا تو اس کی محبت کا دریا میرے قلب میں اس درجہ موجزن ہوا جو فی الواقع خدا کے لیے ہونا چاہیئے۔ اسی وقت میں نے خدا سے دعا کی کہ الٰہی اگر اس بیٹے کی محبت تیری محبت سے جدا کرنے والی ہے تو یا تو اس کی جان لے لے یا میری جان لے لے۔ ہم دونوں کی موجودگی فتنہ کا باعث بن گئی ہے چنانچہ میری دعا اس کے حق میں خدا نے قبول فرمائی۔

وجہ معاش

آپ کبھی گھاس کاٹ کر اور کبھی لکڑیاں چن کر اپنی معاش پیدا کیا کرتے تھے کبھی کھیت اور کبھی باغ کی نگرانی بھی کی ہے اور ہر قسم کی مزدوریاں بھی کی ہیں مگر جو کچھ آپ پیدا کرتے اس کا ایک بڑا حصہ غربا اور مستحقین پر صرف کر دیتے اور کبھی جمع نہ کرتے۔

بے نیازی اور استغناء

آپ کے پاس کوئی شخص ایک ہزار درہم لایا اور عرض کی کہ براہِ کرم آپ انھیں قبول فرمائیں۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں درویشوں سے کچھ نہیں لیا کرتا وہ بولا کہ میں تونگر ہوں غریب نہیں ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے کیا تو اس سے بھی زیادہ چاہتا ہے اس نے کہا ہاں۔ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو پھر یہ جو کچھ تو لایا ہے اسے تو ہی لے جا کیونکہ تو سب سے زیادہ مستحق ہے۔ ایک شخص نے دس ہزار درہم آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمائے اور جب وہ بہت منت سماجت کرنے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ ان تھوڑے سے حقیر درہموں کے عوض میرا نام فقرا کے دفتر سے کاٹ دیا جائے۔

ایثار و حسنِ سلوک

آپ ایک مرتبہ اپنے تین مریدوں کے ساتھ کسی ٹوٹی پھوٹی مسجد میں مقیم تھے۔ ایک رات ہوا نہایت ٹھنڈی تھی۔ مسجد کا دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اور ہوا سے بچاؤ کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے آپ خود دروازہ پر جاکر کھڑے ہوئے اور صبح تک کھڑے رہے۔ دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ میں صرف اس لئے کھڑا رہا کہ تم لوگوں کو ہوا نہ لگے۔ سہیل بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم کے ساتھ سفر میں تھا۔ اتفاق سے میں بیمار پڑ گیا۔ آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ سب آپ نے میرے کھانے پینے پر خرچ کر دیا اور میری تیمارداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی یہاں تک کہ اپنا گدھا بیچ کر میرا خرچ پورا کرتے رہے۔ جب

مجھے شفا ہوگئی تو مجھے یہ معلوم کرکے سخت افسوس ہوا کہ آپ نے اپنی سواری کا گدھا تک میری خاطر بیچ ڈالا۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی تو مجھے بہت نقاہت لاحق ہے میں کس طرح چلوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنی گردن پر سوار کرکے لے جاؤں گا۔ چنانچہ آپ اپنی گردن پر بٹھا کر مجھے تین منزل لائے۔ آپ ہر روز مزدوری کو جاتے اور رات تک کام کرتے پھر جو کچھ ملتا اپنے دوستوں پر خرچ کر دیتے۔ آپ کا معمول تھا کہ مغرب کی نماز پڑھ کر کوئی چیز خریدتے اور دوستوں کے پاس لے جاتے۔ ایک رات اتفاق سے آپ کو دیر ہوگئی اور لوگ آپ کا انتظار کرکے تھک گئے چنانچہ انہوں نے کچھ خرید کر کھایا پیا اور سو رہے جب آپ تشریف لائے اور سب کو سوتا ہوا پایا تو بہت افسوس کیا کہ یہ بیچارے آج بھوکے ہی سو رہے۔ آپ اپنے ساتھ تھوڑا سا آٹا لے آئے تھے اسے گوندھا اور آگ کر پھونکنے لگے مگر وہ نہ بھڑکی۔ آپ بڑی دیر تک پھونکتے رہے اور بہت مشقت اٹھائی اتنے میں دوستوں کی آنکھ کھل گئی۔ تو انہوں نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے ہیں ؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے تمہیں سوتا ہوا پایا تو خیال کیا کہ تم میرا انتظار کرکے بھوکے ہی سو رہے ہو میں نے چاہا کہ کھانا تیار کر لوں تاکہ جب تم جاگو تو کھانا کھا لو۔ آپ کے ساتھی اس جواب سے بہت شرمندہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم پر ہزار افسوس ہم نے آپ کے متعلق کیا خیال کیا تھا۔ اور آپ ہماری نسبت کیا خیال فرماتے ہیں۔

جو شخص آپ کے ساتھ رہنے کی درخواست کرتا آپ اس سے تین شرطیں کرتے۔ ایک یہ کہ اذان میں دوں گا اور دوسری یہ کہ خدمت سب کی میں کروں گا۔ تیسری یہ کہ خدمت سب کی میں کروں گا۔ تیسری یہ کہ جو چیز ملے گی ہم سب باہم برابر تقسیم کریں گے۔ اس میں میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھوں گا۔ ایک شخص نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مجھے آپ کی صحبت حاصل کرنے کا بڑا شوق ہے مگر آپ کی ان شرطوں کو قبول کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے کیونکہ جب آپ سب چیزیں بلا امتیاز سب میں برابر تقسیم کریں گے۔ تو خدمت بھی ایک دوسرے کی برابر کرنی چاہیئے۔ یہ کیا ہے کہ آپ خدمت کریں اور ہم مخدوم بنے بیٹھے رہیں۔ آپ کو اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔ اور آپ نے اس کی صداقت و نیک نفسی کی تعریف کی۔

صبر

ایک بار آپ سفر میں تھے اور توشہ نہ رہا تھا۔ آپ نے چالیس روز تک جنگل کی چیزیں کھائیں۔ اور صبر کیا مگر محض اس خیال سے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو کسی سے کچھ نہ کہا۔

مروّت

ایک شخص مدت تک آپ کی صحبت میں رہا۔ جب وہ جدا ہونے لگا تو بولا: کہ جو عیب آپ نے میرے اندر دیکھے ہیں انہیں بیان فرمائیے۔ آپ نے جواب دیا کہ بھائی میں نے تمہارے اندر کوئی عیب نہیں دیکھا کیونکہ میں نے تو تم کو ہمیشہ محبت کی نظر سے ہی دیکھا ہے تم اپنا عیب دوسروں سے دریافت کرو۔

(باقی آئندہ)

حُجرۂ صدّیقہ کے تین (۳) چاند

از:
مولینا غلام دستگیر نامی

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خواب میں دیکھا تھا کہ ان کے حجُرے میں تین چاند اترے ہیں۔ وہ کون سے دنیا کو منور کرنے والے چاند تھے۔ جناب نامی صاحب نے اس مضمون میں اسی پر روشنی ڈالی ہے۔ (مدیر)

بزرگانِ دین جو یادِ خدا۔ تبلیغِ دین اور اعلائے کلمۃ الحق میں عمریں گزارتے اور اسلام کو سر بلند کرتے ہیں وہی اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں اور ان کا قرب باعثِ نزولِ برکت و رحمت ہوتا ہے اس لئے ہر مسلمان کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ وہ ان کے جوار میں دفن ہو۔ تاکہ خدا کے پیاروں کے قرب کے صدقے میں وہ بخشا جائے۔ متموّل مسلمان اسی آرزوئے بخشش سے اولیا اللہ کی نزدیکی میں دفن ہونے کے لئے سینکڑوں ہزاروں روپیہ صرف کر کے مجاوروں سے قبر کی جگہ حاصل کرتے ہیں۔ اگر وہ خود قبر نہیں بناتے تو ان کی سعید اولاد انہیں کسی بزرگ کے پاس دفن کر دیتی ہے ایسے عقیدتمند اشخاص کے پختہ مزار آپ کو لاہور میں بھی داتا گنج بخش۔ شاہ محمد غوث۔ شیخ طاہر بندگی اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہم کی خانقاہوں میں ملیں گے اسی سلسلے میں ایک فرنگی پروفیسر ومبیری کا بیان موجب دلچسپی ہوگا۔ یہ شخص مسلمان بن کر اور مشرقی زبانیں سیکھ کر یورپ سے ایران و ترکستان کے سفر کو روانہ ہُوا۔

وہ طہران پہنچا اور یہاں سے ۱۸۶۳ء میں قم کاشان کی طرف چلا۔ راہ میں دشتِ کبیر پڑا۔ اسے بتایا گیا کہ اس میں شمر قاتلِ حسین ابھی تک موجود ہے جو گرفتارِ عذاب ہوا تو اس کے پسینے کے قطروں سے یہاں جھیل اور دلدلیں بن گئیں وہ چھلاوہ بن کر مسافروں کو پیچھے لگا لیتا ہے اور مار ڈالتا ہے۔

قم میں پروفیسر مذکور نے امام رضا کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ کے روضہ کی زیارت کی۔ یہاں ہزارہا اولیا کے مزارات ہیں جو اس سیّدہ کے ساتھ عدم کی نیند سو رہے ہیں ایران کے تمام حصوں سے لاشیں قم میں لا کر دفن کی جاتی ہیں اسی راستے میں وہ ایک قافلے سے دوچار ہوا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ابھی یہ قافلہ ہم سے فاصلے پر تھا کہ اس قسم کی بدبو ہمارے دماغ میں آئی جیسی کہ سڑی ہوئی مُردہ لاشوں سے آیا کرتی ہے جوں جوں ہم آگے بڑھتے جاتے تھے یہ بدبو زیادہ تیز ہوتی جا رہی تھی جس سے مجھ پر غشی کی حالت طاری ہوگئی۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ مُردوں کا قافلہ جا رہا ہے۔ چنانچہ چالیس جانوروں پر ایک سو ساٹھ'' نعشیں ان لوگوں کی تھیں جنہوں نے مرتے دم وصیت کی تھی کہ ہمیں

کربلا کے اندر امام حسین کے قدموں میں دفن کیا جائے جن لوگوں کو توفیق ہے وہ چاہے خراسان میں رہتے ہوں مرتے دم ضرور وصیت کر جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو ماہ میں ان کی لاشیں کربلا پہنچ جاتی ہیں۔

(سفرنامہ ویمبری۔ ترجمہ منشی محبوب عالم ص۵۵)

مقصودِ بیان یہ ہے کہ شیعوں کے اعتقاد میں بھی اماموں کے مزارات کے گرد و پیش دفن ہونا ذریعۂ نجات ہے اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سرزمینِ نجف، کربلا کاظمین، مشہد، سرمن رئی سے خاکِ پاکِ مدینہ عظمت و تقدس میں بہت بڑھ کر ہے۔ اگر ان مقامات کے مدفونوں کی اماموں کے قرب کی وجہ سے نجات ممکن ہے تو آسودگانِ مدینہ منورہ کی بخشش یقینی ہے کیونکہ یہاں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ہے۔

قرآن شریف میں دو جگہ مدینہ منورہ کا ذکر ہے۔:

ایک جگہ بائیسویں پارہ کی آیت لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض...... میں یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ منافق اور دلوں میں کفر رکھنے والے لوگ اور بدخبر اشخاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں رہ سکتے وہ ملعون ہیں جہاں جائیں گے قتل کئے جائیں گے۔

دوسری جگہ اٹھائیسویں پارہ کی آیت یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ...... میں جہاں منافقوں کی شرارتوں کا راز طشت از بام کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح مسلمانوں کو مدینہ سے خارج کرنے کے خیالی پلاؤ پکاتے ہیں حالاں کہ مسلمان ذلیل و خوار نہیں ہو سکتے۔ وہ خلفائے راشدین کے عہد میں باکمال تزک و احتشام رہے اور منافقوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔

مدینہ کی فضیلت متعدد حدیثیں کتب احادیث میں موجود ہیں یہاں صرف چند ایک کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:

۱۔ المدینۃ خیر لہم لو کانوا یعلمون الخ

ترجمہ: مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے کاش وہ اس کی بزرگی کو جانیں جو کوئی (از روئے اعتراض) مدینہ منورہ کی اقامت کو چھوڑ دے گا تو اللہ تعالےٰ اس سے بہتر کو اس کی جگہ وہاں لے آئے گا اور جو کوئی اس میں رہ کر شدت و تکلیف کو برداشت کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔

۲۔ ان ابراہیم حرم مکۃ فجعلہا حراماً وانا حرمت المدینۃ الخ

ترجمہ: تحقیق ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ کو اس کی دو طرف کے درمیان حرمت کا مقام قرار دیتا ہوں اس میں خونریزی نہ کی جائے اور نہ اس میں جنگ کے لئے ہتھیار اٹھائے جائیں اور نہ اس میں درختوں کو گرایا جائے مگر چارہ کے لئے۔

۳۔ امرت بقریۃ تاکل القریٰ یقولون یثرب وھی المدینۃ الخ

ترجمہ: مجھے بستیوں پر غالب آنے والے مدینہ (جسے لوگ یثرب کہتے ہیں) کی طرف حکم (ہجرت) ہوا ہے وہ ان لوگوں کو جو بُرے ہیں اس طرح دور کر دے گا جس طرح کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو (دور کر دیتی ہے)۔

۴۔ من استطاع ان یموت فی المدینۃ فلیمت۔ الخ

ترجمہ: جس کسی سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص اس میں جان دے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

مدینہ میں اسلامی سربلندی و عظمت کا نشان گنبدِ خضرا (سبز قبہ) ہے جو حجرۂ سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر تعمیر ہے۔ حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد تعمیر کی جو آپ مسجد نبوی کے نام سے موسوم و مشہور ہے اور اسی کے متصل ازواج مطہرات کے لئے حجرے تعمیر فرمائے۔ سب سے پہلا حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا بنا اور یہی آپ کو زیادہ دل پسند تھا۔ یہ حجرے انہی ازواج مطہرات کے تھے جن کے لئے یہ تعمیر ہوئے تھے اس پر قرآنی الفاظ وقرن فی بیوتکن شاہد ہے یعنی اے نبی کی بیویو! اپنے اپنے گھروں میں ٹھیری رہو۔

اور انہی کو دوسری جگہ خطاب فرمایا گیا:

واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ۔ یعنی تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔

اس سے ثابت ہوا کہ امہات المومنین کے مقدس گھر آیاتِ اللہ اور حکمت کی منزل گاہ تھے اور ان سب میں اشرف و اعلیٰ سیدہ صدیقہ کا گھر تھا جسے رحمۃ للعالمین کی دائمی آرام گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور جہاں صدیقؓ و شہید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آسودہ ہیں اسی حجرہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاتِ ظاہری کے آخری دن گزارے۔ یہیں آپ کو وصالِ باری تعالیٰ حاصل ہوا اور یہی آپ کا مدفن قرار پایا۔ مالکۂ مکان سیدہ عائشہ نے یہیں اپنے والدِ بزرگوار حبیبِ کردگار حضرت ابوبکر صدیق کو آسودہ کیا اور حضرت عمر فاروق کو دفنائے جانے کی اجازت دی۔ اس پر اس وقت نہ کسی نے اعتراض کیا نہ کسی کو حقِ اعتراض تھا۔ نہ اب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بفحوائے حدیث متفقہ نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث الخ یعنی ہم خدا کے نبی نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے بلکہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ (برائے بیت المال) ہوتا ہے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے نہ کسی سے مال ورثہ میں لیا اور نہ کسی وارث کے لئے چھوڑا۔ زندگی میں جو کچھ کسی کو دے دیا۔ یا بنوا دیا وہ ملکیت سے خارج ہوا۔ اب جن کو دیا گیا وہی مالک ٹھیرے۔ صدیقہ کا حجرہ صدیقہ کا تھا انہوں نے جس کو چاہا اس میں آسودہ کیا کسی کو اعتراض کا حق ہوا نہ ہوگا۔

موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ نے خواب میں اپنے حجرے کے اندر تین چاند اترتے دیکھے اپنے والد حضرت ابوبکر سے اس کا تذکرہ کیا تو وہ اس وقت خاموش ہو رہے۔ لیکن جب حضور اقدس نے وفات پائی اور ان کے حجرہ میں دفن ہوئے تو فرمایا۔ عائشہ! یہ تمہارے حجرے کا پہلا اور بہترین چاند ہے۔ (خلفائے راشدین مطبع معارف ص۲۵)

حجرۂ صدیقہ کا پہلا چاند حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالے نے اپنے آخری کلام کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا ؎

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کا نہ موجِ بلا کا اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفوں کی کوشش کے باوجود مکّے کی معاندانہ فضا میں ابوبکر صدیق جیسے مستقل مزاج اور مخلص۔ عمر جیسے مضبوط۔ طاقتور۔ عثمان جیسے شریف سخی اور علی جیسے پہلوان حلقۂ بگوش کر لئے۔

جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بارہ برس بعد ہجرت کر کے مدینے پہنچے تو وہاں بھی دشمنوں نے پیچھا کیا مگر مخلص صحابہ کی جانبازی سے حضور نے فتح پائی اور مخالفوں نے منہ کی کھائی۔ آخر سارا عرب زیرِ نگیں ہو گیا اور حضور اپنا مشن (تکمیلِ دین) پورا کر کے ربیع الاول ۱۱ھ میں اپنے شاہدِ حقیقی سے واصل ہو گئے ؎

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

حجرۂ صدیقہ میں دوسرا چاند وہ ہے جسے حضور نبی کریم نے اپنا سب سے بڑا محسن فرمایا ہے اور جو حضور کے خلیفہ بلا فصل اور دینِ متین اور اُمتِ محمدیہ کے محافظ تھے جو سب سے پہلے حضور پر ایمان لائے۔ وقتِ ہجرت ہمراہ اور رفیقِ غار بھی وہی ہوئے اور حجرۂ عائشہ صدیقہ (مملوکہ دخترِ خود) میں بھی حضور کے اولیں ساتھی آپ ہی ہیں۔

نعم ما قلت ؎

صدیق یارِ غارِ نبی افضل البشر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ نے اپنے مختصر عہدِ خلافت میں اسلام کے خلاف اٹھے ہوئے فتنوں کا جس خلوص اور استقلال سے مقابلہ کیا وہ آپ ہی کا حصّہ تھا۔ جھوٹے نبیوں کو جو بے شمار لشکروں کے مالک تھے کفر شکن سیف اللہ سے شکست دی۔ مرتدّوں کو ٹھکانے لگایا۔ مانعینِ زکوٰۃ کو راہِ راست پر لائے۔ اور ایرانیوں اور رومیوں کی فوجوں کو منہدم کیا۔ سچ کہا ہے ولیم میور نے کہ اگر ابوبکر نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو فتنوں کا سیلاب اٹھا تھا وہ اسلامی کشتی کو پاش پاش کر دیتا مگر ابوبکر کی ہمت اور خلوص سے وہ بچ گیا۔

وہ ابوبکر جس نے اپنا سب کچھ رسولِ خدا اور راہِ اسلام میں خرچ کر دیا اور اپنے عہدِ خلافت میں اپنے یا اپنی اولاد کے لئے نہ کوئی جاگیر بنائی اور نہ اپنے فرزندوں میں سے کسی کو جانشین مقرر کیا۔ اگر نامزد کیا تو حضرت عمر کو۔ جو آپ کا رشتہ دار نہیں تھا۔ آپ کا اخلاص نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ اور مسلمان قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے مالک ہو گئے۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

حجرۂ عائشہ صدیقہ میں تیسرا چاند وہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خاص دعاؤں سے اسلام

کی عزت و عظمت کے لئے مشرف بہ اسلام کیا اور جس کا مسلمان ہونا اسلام کی تقویت کا باعث ہوا جس کی خلافت دینِ حق کے لئے موجبِ برکت تھی جس نے بقول مسٹر گبن ۳۶ ہزار قلعے فتح کئے۔ اور چار ہزار بُت کدے مسمار کرائے اور ۱۴ سو مسجدیں بنائیں۔ سیریا (شام) مصر۔ افریقہ تا بحرِ ظلمات۔ آذربائیجان۔ عرب۔ آرمینیا۔ عراق۔ ایران خراسان۔ ماوراء النہر۔ ترکستان اور افغانستان کے مشرقی حصے فتح کر کے شاملِ سلطنتِ اسلامیہ کئے۔ اور حسب پیشگوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیصر و کسریٰ کے ممالک کا مالک مسلمانوں کو بنا دیا۔

جب اس کی فوجِ ظفر موج دینِ ہدیٰ کی ضیا سے دنیا کو منور کر رہی تھی۔ تو اس نور سے کفار کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور انہوں نے سازش کر کے ایک مجوسی الاصل کو آمادہ کیا جو مدینہ منورہ میں گرفتار ہو کر آیا تھا وہ موقع پا کر دو دھارا خنجر لئے مسجدِ نبوی کی محراب میں چھپ کر کھڑا ہو گیا اور جب فاروقِ اعظم بارگاہِ رب العزت میں بعجز و نیاز دست بستہ کھڑے ہوئے تو اس بُزدل انسان نے آپ کو سخت گھائل کر دیا اور پھر اسی خنجر سے خود کشی کر کے جہنم واصل ہوا۔ اور ایک قول کے مطابق اسے ایک شریکِ سازش نے قتل کر دیا تا کہ سازش کا پتہ نہ چلے۔ فاروقِ اعظم نے فرمایا:

"الحمد للہ کسی کلمہ گو کا ہاتھ مجھ پر نہیں اٹھا اور میں شہید کی موت مروں گا۔"

یہ ۲۸ ذوالحجہ ۲۳ھ کا واقعہ ہے دو روز بعد آپ نے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی اور مالکہ حجرہ مقدسہ کی اجازت سے اپنے ہر دو پیش روؤں کے پاس جا آسودہ ہوئے۔ سب سے افضل نبی کے پاس سب سے اصدق صدیق آرام فرماتے تھے ان سب سے اعظم شہید بھی جا پہنچے اور بہ صفت موصوف تین برگزیدہ ہستیوں کا دائمی اجتماع ہو گیا۔

صدیق اور شہید ہیں خیر البشر کے ساتھ
یا یوں کہو نجوم درخشاں قمر کے ساتھ

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب سے کتبِ احادیث مالا مال ہیں۔ ہر مذہب و قوم کے سنجیدہ لیڈران کی مدح میں رطب اللسان ہوئے ہیں چنانچہ مسٹر ہٹی۔ گبن اور سر ولیم میور جیسے تاریخ دان اس پر شاہد ہیں۔ مہاتما گاندھی نے کانگرسی وزارتوں کے قائم ہونے کے وقت اعلان کیا تھا کہ کانگرسی وزرا کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہئے باوجودیکہ دنیا کی ساری دولت ان کے قدموں میں پڑی ہوئی تھی مگر انہوں نے ہمیشہ اپنی معیشت تنگ رکھی جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ ان کے ماتحت گورنر بھی انہی کی مثال پر موٹے کپڑے اور کھردرے فرش استعمال کرتے تھے (ماخوذ از تحریک مدحِ صحابہ مولفہ شیعی لیڈر مظہر علی اظہر صفحہ ۱۱۶/۱۱۷)

اسی طرح انگلستان کے مشہور ڈرامہ نویس برنارڈ شا نے مولانا محمد علی جوہر مرحوم کو جواباً لکھا تھا کہ میں تو ابوبکر و عمر کے اسلام کو اسلام سمجھتا ہوں جو آپ میں کیا دنیا بھر میں اب کہیں نہیں آپ مجھے کس منہ سے مسلمان ہونے کی دعوت

دے رہے ہیں۔ (اقتباس از رسالہ عارف بابت ماہ دسمبر ۱۹۵۴ء)۔

اسی انداز میں ڈاکٹر الیشوری پرشاد ممبر اسمبلی نے یو-پی کونسل میں کہا تھا کہ وزیروں کو ابوبکر کی زندگی سے سبق لینا چاہیئے۔ جب وہ بادشاہ تھے جب بھی ایک چھوٹے سے مکان میں اپنے بیوی بچوں سمیت معمولی آدمی کی طرح رہتے تھے۔ (لکھنؤ ۲۵ مئی ۱۹۵۲ء)

غالباً نامسلموں کی ان تعریفوں سے متاثر ہوکر اب ہمارے پاکستانی ریڈیو نے بھی کروٹ لی ہے اور خلفائے راشدین کے ایام رحلت پر چند منٹ سیرت بیان کرنے کی گنجائش نکالی ہے۔ ۱۰ اگست ۱۹۵۶ء کو ڈھاکہ سے یہ دل خوش کن خبر موصول شدہ اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ وہاں متعدد جماعتوں کے زیر اہتمام یوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منایا گیا۔ مقامی ڈسٹرکٹ بورڈ ہال میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر ابوالہاشم نے حاضرین جلسہ کو حضرت عمر کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کی اور حکومت سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ خلیفہ اعظم کی سیاسی اور انتظامی پالیسی کو اپنائے۔ کیونکہ ان کی ذات میں ایک عظیم فاتح۔ ایک منتظم۔ ایک قومی مصلح۔ ایک مدبر اور ایک لیڈر کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔

جشنِ دستار بندی و تقسیم اسناد

از اوکاڑہ —— دارالعلوم اہلسنت و جماعت اشرف المدارس اوکاڑہ کی طرف سے ۱۰ شوال کو ایک نہایت ہی عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں دورہ قرآن حکیم۔ دورہ حدیث شریف اور شعبہ تجوید القرآن کے فارغ التحصیل طلبہ (۱۸، ۳) کی دستار بندی کی گئی اور دارالعلوم کی طرف سے سندیں دی گئیں یہ رسم مبارک استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مولینا ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم اور حضرت صاحبزادہ والاجاہ میاں جمیل احمد صاحب زیب آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے مبارک ہاتھوں سے ادا کی گئی۔ دستار بندی کے بعد حضرت شیخ الحدیث قبلہ نے ایسی مدلل اور موثر تقریر فرمائی کہ تمام مجمع عش عش کر رہا تھا اور تکبیر و رسالت اور حضرت شیخ الحدیث صاحب قبلہ زندہ باد کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ حضرت کے علاوہ جلسہ میں عمدۃ المقررین خطیب اعظم کراچی جناب مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اور چوہدری محبوب عالم صاحب نے نہایت پُرجوش اور ٹھوس تقاریر فرمائیں اور خصوصی طور پر اہلسنت کی تنظیم پر بہت زور دیا جلسہ صلوٰۃ سلام پر ختم ہوا۔

داخلہ - امسال علاوہ دیگر قابل اور کہنہ مشق اساتذہ کے جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب پاغستانی سابق صدر المدرسین جامع حضرت میاں صاحب شرقپور کو دارالعلوم اشرف المدارس میں مقرر کیا گیا ہے۔ شائقین علوم دینیہ اور فنون درسیہ کے لیئے نہایت زرّیں موقع ہے۔ شوال کے اخیر تک داخلہ جاری رہے گا۔ مستحق طلبا کے لیئے خورد و نوش اور لوازم تعلیم کی کفالت مدرسہ کی طرف سے مفت کی جاتی ہے۔ (فقیر ابوالبیان غلام علی قادری اشرفی خادم دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ)

تفسیر القرآن
مسلسل

اللہ کی آیات کا انکار موجب ہلاکت ہے

سَلْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَمْ آتَيْنٰهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔

بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں اور جو اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل دے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

بنی اسرائیل وہ قوم تھی جس کو اللہ نے کھلے نشان عطا فرمائے اور اپنی کتاب دی لیکن جب انہوں نے کتاب اللہ کی نعمت کو ٹھکرا دیا اور اللہ کے عہد اور وصیت کو بدل دیا تو یہی قوم مستحق لعنت و غضب الٰہی ہو کر ذلیل و خوار ہوئی۔ لہٰذا مسلمانوں کو فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے پیش رو یہ ہیں ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ اور اسلام کا راستہ کبھی نہ چھوڑو ۲۔ اللہ کی نعمت سے مراد آیاتِ الٰہیہ ہیں جو رشد و ہدایت کا سبب ہیں اور ان کی بدولت گمراہی سے نجات حاصل ہوتی ہے انہیں میں وہ آیات ہیں جن میں حضور علیہ السلام کی نعت و صفت اور حضور کی نبوت و رسالت کا بیان ہے یہود و نصاریٰ کی تحریف اس نعمت کو تبدیل کر دینا ہے یعنی جو ان نعمتوں کو نہ مانے اور اسلام کی ہدایت کو قبول نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے سخت سزا دے گا۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں اور ڈر والے ان کے اوپر ہوں گے قیامت کے دن اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے۔

اس آیت میں چند امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اوّل کافر کے دل میں دنیا کا چین و آرام مال و دولت کی محبت ڈالی گئی ہے تو وہ دنیا میں خوب پھلتے پھولتے ہیں لیکن دنیا کا راحت و آرام اور مال و دولت ان کے مقبول عند اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہے کافر دنیا میں جو نیک کام کرتا ہے اس کا بدلہ اسی دنیا میں اس کو مل جاتا ہے لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے برخلاف مومن مخلص کے کہ وہ اگر دنیا غریب ہو یا امیر بہر صورت آخرت میں اس کا حصہ ہوتا ہے ۲۔ کافر مسلمانوں کی سامانِ دنیوی سے بے رغبتی دیکھ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں جیسا کہ زمانہ رسالت کے کفار غریب مسلمانوں کو دیکھ کر تمسخر کرتے تھے اور دولتِ دنیا کے غرور میں اپنے کو اونچا سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ان کی بھول ہے قیامت کے دن اہل ایمان نادار ہی جنّاتِ عالیہ میں ہونگے اور مغرور کفار جہنم میں ذلیل و خوار ہونگے۔ (باقی)

مرنے کے بعد بعض لوگوں سے آثارِ زندگی کا ظہور

(قسط نمبر ۲)

آخر میں یہ کہتے ہوئے کہ

"میں نے اپنے رب سے اجازت لی تھی کہ تم لوگوں کو بشارت سنا دوں۔" مرنے والے صاحب ربیع نے کہا کہ:

"فاحملوا نی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ وعدنی ان لا یسبقنی حتی ادرکہ۔ مجھے اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو کیونکہ رسول اللہؐ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اس وقت تک مجھے چھوڑ کر آگے نہ نکل جائیں گے جب تک کہ میں ان کو نہ پالوں۔"

ربعی کہتے ہیں کہ بس ان الفاظ کے بعد میں نے دیکھا کہ جیسے کنکری پانی میں پھینکی جائے اور پانی میں وہ بیٹھ جاتی ہے اسی طرح میرے بھائی پر موت طاری ہوگئی یعنی جیسے مرے ہوئے تھے اسی طرح مرے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

کون جانتا ہے کہ بے شمار مرنے والوں میں سے کبھی کبھی اس قسم کے آثار کا مشاہدہ قدرت کی طرف سے جو کرایا جاتا ہے اس کا مقصد کیا ہوتا ہے سننے والوں میں دو ہی قسم کے آدمی ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو گپ اور خرافات ٹھہرا کر زندگی کے اپنے مشاغل میں غرق ہو جاتے ہیں اور زیادہ تر اسی قسم کے نفوس کی کثرت ہے لیکن علی کل شیٔ قدیر" جن کے ایمان کا جزو ہے وہ اس سے بھی عجیب تر باتوں کو سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اطلاقی اقتدار میں سب ہی طرح کی باتوں کی گنجائش ہے۔ کسی نہ کسی شکل میں واقعہ پیش آیا جن کا یہ تاثر ہو۔ ان کے لئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ ربیع جن کی بے جان لاش سامنے تھی ان ہی کا یہ کہنا کہ مجھے استبرق اور سندس کے جوڑے پہنائے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ لباس اس جسم کو تو پہنایا نہیں گیا جس پر چادر پڑی ہوئی تھی۔ پھر جوڑے جس جسم کو پہنائے گئے اس جسم کی نوعیت چادر کے نیچے والے جسم سے چاہیئے تو یہی کہ الگ ہو۔

ان کے بیان کے اور فقروں کا مطلب تو ظاہر ہے البتہ یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک میں نہ آلوں آپ مجھے پیچھے چھوڑ کر آگے نہ چلے جائیں گے یعنی لا یسبقنی حتی ادرکہ کا جو مطلب ہے اس سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے شاید سوختہ سامانوں کیلئے نوید روح پرور ہے پتہ چلتا ہے کہ مرنے والا جن کے دین پر مرتا ہے مرنے کے ساتھ ہی ان کے قدموں تک پہنچنے کا موقعہ بھی کو دیا جاتا ہے گویا بخاری وغیرہ والی مشہور روایت کہ مرنے والوں سے دوسری باتوں کے ساتھ یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ ما تقول فی ہذا الرجل (تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو) جیسا کہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ہی سے اس سوال کا تعلق ہے مومن آپ کو پہچان لے گا اگر غور کیا جائے تو

[illegible] (باقی)

بَابُ الانصَاتِ لِلعُلَماءِ۔ عالموں کی بات خاموش رہ کر سننے کا بیان۔

انصات کے معنی گوش ہوش سے سننے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب وعظ و نصیحت کی بات کی جائے تو حاضرین کو خاموشی کے ساتھ سننا چاہیئے۔

عَن جَرِيرٍ اِنَّ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسلم قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الوِدَاعِ اِستَنصِتِ النَّاس فَقَالَ لَا تَرجِعُوا بَعدِي كُفَاراً يَضرِبُ بَعضُهُم رِقَابَ بَعضٍ۔

حضرت جریر کہتے ہیں مجھے حجۃ الوداع کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو خاموش کرو پھر فرمایا میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرکے کافروں کے سے کام نہ کرنا۔

فوائد و مسائل حدیث ہذا کو امام نے مغازی اور دیات میں ذکر فرمایا۔ مسلم نے ایمان اور جنایات میں نسائی نے علم میں۔ ابن ماجہ نے فتن میں۔ ۲۔ جریر ابن عبداللہ بجلی ابوذرعہ کے دادا تھے نہایت ۲۶۹
خوبصورت بلند قامت مضبوط بدن کے صحابی تھے ان کا قد اونٹ کے کوہان تک پہنچتا تھا اور جوتے کی لمبائی ایک ہاتھ لمبی ہوتی تھی۔ آپ رمضان سنہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے پہلے مسلمان ہوئے ۳۔ یہ روایت دراصل حضور اکرم کے ایک خطبہ کا ٹکڑا ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے دن جبکہ لوگ رمی جمار کے لئے جمع تھے ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ہے ۴۔ حدیث کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مارکر کافر نہ بن جانا۔ لیکن اس سے افعال کفار کی مشابہت مراد ہے۔ یعنی کافروں کے سے کام نہ کرنا۔ چنانچہ دیگر دلائل شرعیہ سے واضح ہے کہ ایک مسلمان کو ظلماً مارنے والا کافر نہیں ہوتا اور اس پر اجماع بھی ہے۔ یا پھر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قتل مومن کو حلال سمجھنا کفر ہے

مسائل حدیث مسلمان کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام جانتے ہوئے ظلماً ناحق مار دینا گناہ کبیرہ ہے اور اس فعل پر کتاب مجید میں سخت وعید آئی ہے ۲۔ جب وعظ و نصیحت کی مجلس قائم ہو۔ تو حاضرین مجلس کو سکون و اطمینان سے سننا چاہیئے۔

بَابُ مَا يُستَحَبُّ لِلعَالِمِ اِذَا سُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعلَمُ فَيَكِلُ العِلمَ اِلَى اللهِ۔

جب عالم سے یہ سوال ہو کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے تو اس کو جواب میں یہ کہنا مناسب ہے کہ اللہ ہی جانے۔

اس باب میں امام نے وہی حدیث ذکر کی ہے جس میں حضرت خضر و موسیٰ کا واقعہ ہے اس حدیث میں باب سے متعلق صرف اتنا

واقعہ ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا میں ہوں۔ اگرچہ آپ کا یہ جواب بالکل حق و ثواب تھا کیونکہ نبی اپنی امت میں سب سے زیادہ وظائف نبوۃ و امور شریعت کو جانتا ہے اور علم کے لحاظ سے بھی سب سے اعلم و افضل ہوتا ہے مگر یہ جواب عند اللہ زیادہ مناسب نہ قرار پایا اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے آپ پر عتاب فرمایا اور حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ ان کو ہم نے وہ علم دیا ہے جس کے تم حامل نہیں ہو۔ حدیث کے اس ٹکڑے سے امام نے یہ استدلال فرمایا کہ جب اس قسم کا سوال ہو تو اللہ اعلم کے لفظ سے جواب دینا زیادہ مناسب ہے۔ یہ حدیث مع تفہیم کے پہلے گزر چکی ہے اور امام نے اس حدیث کو تقریباً دس مقام پر ذکر کیا ہے اس لئے یہاں دوبارہ نہیں لکھی۔ البتہ جب یہی حدیث مکمل واقعہ پر مشتمل جہاں آئے گی ہم اس مقام پر انشاء اللہ العزیز مزید تشریح و تفصیل سے کلام کریں گے۔

بَاب مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا۔

باب۔ ایک شخص کھڑے کھڑے سوال کرے اور عالم بیٹھا ہوا ہو۔

۲۷۰ علامہ ابن حجر نے فرمایا اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ سائل کھڑے کھڑے سوال کرے اور عالم بیٹھا ہوا ہو اور جواب دے جائز ہے بشرطیکہ بیٹھ کر جواب دینا از راہ تکبر و غرور نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسب ضرورت جس ہیئت میں جواب دینا جائز ہے۔ ۲۔ عنوان کی ترکیب یہ ہے: مَنْ موصولہ وَ حالیہ عَالِمًا مفعول ہے سَأَلَ کا۔ اور جَالِسًا صفت ہے۔

عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ اَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً فَرَفَعَ اِلَيْهِ رَاْسَهُ قَالَ وَمَا رَفَعَ اِلَيْهِ رَاْسَهُ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ قَائِمًا۔ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سوال کیا۔ یا رسول اللہ! قتال فی سبیل اللہ کیا ہے کیونکہ ہم میں سے کوئی غصے کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی (شخصی یا قومی یا ملکی) حمیت (غیرت) کی وجہ سے لڑتا ہے آپ نے اس کی طرف سر اٹھایا اس لئے کہ (آپ بیٹھے ہوئے تھے اور) سائل کھڑا تھا۔ فرمایا جو کوئی اس لئے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہ لڑنا اللہ کی راہ میں (لڑنا) ہے۔

فوائد و مسائل

اس حدیث کو امام نے جہاد۔ توحید اور کتاب الخمس میں ذکر کیا۔ ترمذی۔ ابوداؤد و مسلم و ابن ماجہ نے کتاب الجہاد میں ذکر کیا۔ یہ حدیث مسائل ذیل پر مشتمل ہے عمل کا مدار نیت پر ہے جب تک عمل میں اخلاص نہ ہو مقبول نہ ہوگا۔ ۲۔ مجاہد وہ ہے جو صرف اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لئے لڑے۔ ذاتی یا دنیوی مفاد کو اس میں قطعاً دخل نہ ہو۔ غضب اور غصہ کبھی دنیا کے لئے ہوتا ہے اور کبھی خدا کے لئے۔ تو جو غصہ اور غیرت اللہ کے لئے ہو وہ محبوب مطلوب ہے۔ باعث اجر و ثواب ہے اور جو دنیا کے لئے ہے وہ دنیا ہی کے لئے ہے۔ یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے حضور نے سائل کو بہت جامع مانع جواب دیا اور حمیّۃ و غیرت کی تقسیم نہیں فرمائی۔ کیونکہ پھر کلام طویل ہو جاتا۔ آپ نے ایک اصولی بات ارشاد فرما دی۔

"اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لئے لڑنے والا مجاہد فی سبیل اللہ ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کلماتِ طیبات کی شرح کی جائے۔ تو دفتر بھر جائیں !

بَابُ السُّؤَالِ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ۔ — باب رمی جمار کے وقت مسئلہ پوچھنا اور جواب دینا۔

٢٧١

حافظ ابن حجر نے فرمایا اس باب سے امام کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر عالم عبادت میں مشغول ہو اور وہ عبادت ایسی ہو جس میں بولنا جائز ہو۔ تو سائل کو ایسی حالت میں سوال کرنا اور عالم کو جواب دینا جائز ہے جیسا کہ حضور سے اسی وقت سوال کیا گیا جب کہ آپ جمرہ عقبہ کے پاس تھے اور آپ نے سائل کو جواب بھی دیا۔ اس باب میں امام نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ باب الفتیا علی الدابۃ میں مع شرح کے گزر چکی ہے اس لئے ہم نے یہاں نہیں لکھی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا — باب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ تم کو علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا۔

اللہ کا علم غیر متناہی ہے

اس باب سے امام بخاری کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مخلوقات کو جس قدر علم عطا ہوئے ہیں وہ اللہ عزّوجل کے سامنے بہرصورت قلیل ہیں۔ اور مخلوقات میں سے کوئی خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی اللہ عزّوجلّ کا علم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ بخاری میں حدیث خضر میں ہے کہ ایک چڑیا نے کشتی کے کنارہ پر بیٹھ کر جب دریا میں اپنی چونچ تر کی تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اے موسیٰ میرا علم تیرا علم اور تمام مخلوقات کا علم باری تعالیٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسے کہ دریا کے مقابلہ میں اس چڑیا کا چونچ

ترک لینا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ ما اوتیتم کے خطاب میں آپ بھی شامل ہیں؟ حضور نے فرمایا ہاں میں بھی اور تم بھی۔ مطلب یہ کہ انبیا کے علوم ہوں یا غیر انبیا کے۔ وہ علوم الٰہیہ کے حضور قلیل ہی ہیں اور وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر سے ہے۔ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل فرماتے ہیں کہ

غیب السمٰوات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃٌ منھا۔ 　　 آسمانوں اور زمینوں کے غیب علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔ (بیضاوی)

ہم اہلسنت وجماعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان وما یکون کا اثبات کرتے ہیں تو یہ بھی اللہ عزوجل کے سامنے قلیل ہی ہے مخلوقات میں سے کسی کو نہ تو اللہ عزوجل کے برابر علم ہو سکتا ہے اور نہ تمام معلومات الٰہیہ کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے غرضیکہ حضور کا یہ علم جو غیب السمٰوات والارض اور لوح وقلم کے علوم کا احاطہ کئے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے قلیل ہی ہے مگر مخلوقات کے سامنے کثیر ہے اور ایسا کثیر ہے کہ تمام مخلوقات کا علم بلکہ لوح وقلم کے علوم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ایک قطرہ ہیں۔

حضور کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک قطرہ ہے

۲۷۲ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ بَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ خَرِبِ الْمَدِیْنَۃِ وَھُوَ یَتَوَکَّأُ عَلٰی عَسِیْبٍ مَعَہٗ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْیَھُوْدِ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْہُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا تَسْئَلُوْہُ لَا یَجِیْئُ فِیْہِ بِشَیْئٍ تَکْرَھُوْنَہٗ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لَنَسْئَلَنَّہٗ فَقَالَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَکَتَ فَقُلْتُ اِنَّہٗ یُوْحٰی اِلَیْہِ فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلٰی عَنْہُ فَقَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں حضور کے ہمراہ مدینہ کے ویران مکانوں میں چل رہا تھا اور حضور کھجور کی چھڑی سے ٹیک لگاتے جاتے تھے جو آپ کے ساتھ تھی پھر آپ چند یہودیوں کے سامنے سے گزرے ان میں سے بعض نے بعض سے کہا ان سے روح کے متعلق سوال کرو۔ تو بعض نے کہا روح کے متعلق سوال مت کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ جواب میں ایسی بات کہیں جو تم کو بری لگے اور بعض نے کہا ہم ضرور سوال کریں گے۔ پس سوال کیا اے ابو القاسم روح کیا ہے حضور نے سکوت فرمایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضور پر وحی آرہی ہے اس لئے

يسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتوا من العلم الا قليلا-

میں کھڑا ہو گیا پھر جب وحی کی کیفیت جاتی رہی آپ نے فرمایا (یہ آیت نازل ہوئی ہے) تم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تم فرما دو روح امرِ ربی سے ہے اور ان کو علم نہیں دیا گیا مگر کم۔

فوائدِ حدیث

اس حدیث کو امام بخاری نے توحید۔ الاعتصام باب ما یکرہ من کثرۃ السوال میں بھی ذکر کیا ہے اور مسلم
نے رقاق میں ترمذی و نسائی نے تفسیر میں ذکر فرمایا ہے ۲۔ امام بخاری نے باب باندھا تھا کہ مخلوقات
کو جو علم دیا گیا ہے وہ علمِ الٰہی کے مقابل قلیل ہے چنانچہ آیہ مبارکہ میں اسی کا ذکر ہے۔ ۳۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جب قریش
حضور کے صدق و امانت چال چلن پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ کر سکے اور حضور نے نبوت کا اظہار فرما دیا تو اب انہوں نے
طے کیا کہ اس معاملہ میں یہود سے مدد لی جائے۔ چنانچہ انہوں نے یہود سے مشورہ لیا۔ یہودیوں نے کہا آپ سے تین سوال کرو۔ اگر
تینوں کا جواب دے دیں یا تینوں کا جواب نہ دیں تو یہ نبی نہیں۔ اور اگر دو کا جواب دیں اور ایک کا جواب نہ دیں تو یہ ضرور
نبی ہیں۔ قریش نے حضور سے تین سوال کئے۔ اصحاب کہف۔ ذوالقرنین اور روح کے متعلق۔ حضور نے اول الذکر دونوں سوالوں ۲۷۳
کا تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا مگر روح کے متعلق آپ خاموش رہے حتیٰ کہ وحی آگئی۔ چنانچہ قریش سوال کر کے نادم ہوئے
واضح ہو کہ توریت میں بھی روح کے متعلق مبہم ہی جواب تھا اسلئے یہود نے حضور کی صداقت کا یہ معیار مقرر کیا کہ آپ روح
کے متعلق جواب نہ دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اس سوال پر سکوت فرمایا۔ علامہ عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

قَالَتِ اليَهُودُ اِنْ فسَّرَ الرُّوحَ فَلَيْسَ بِنَبِيٍّ فلذلك لم يجبهم (عینی ج ۱ ص ۱۱۶)

یہود نے یہ طے کیا تھا کہ آپ نے روح کی تفسیر کر دی تو آپ نبی نہیں اس لئے حضور نے ان کو جواب نہ دیا۔

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور کے سکوت فرمانے اور وحی کا انتظار کرنے کو اس امر کی دلیل بنانا غلط ہے کہ آپ کو رُوح کی حقیقت کا علم نہ تھا۔ کیونکہ حضور کا سکوت فرمانا تو اس لئے تھا کہ کفار نے آپ کی صداقت کا معیار یہ ٹھیرایا تھا کہ آپ روح کے متعلق سوال کا جواب نہ دیں۔ چنانچہ حضرت علامہ عینی شارح بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں بعض لوگوں نے یہ رائے قائم کی کہ اللہ تعالےٰ نے روح کے معاملہ کو خلق پر مبہم رکھا ہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی روح کی حقیقت سے واقف نہ تھے۔

قُلتُ جلّ منصب النبي صلى الله عليه وسلم

میں کہتا ہوں کہ حضور کا منصب بہت جلیل ہے

وَهُوَ حَبِيبُ اللّٰهِ وَسَيِّدُ خَلْقِهِ
اَنْ يَكُوْنَ غَيْرَ عَالِمٍ بِالرُّوْحِ
وَكَيْفَ وَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ
بِقَوْلِهٖ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
عَظِيْمًا۔ (عینی جلد ۱ صـ ۶۱۲)

وہ حبیب اللہ ہیں اور تمام مخلوقاتِ الٰہیہ
کے سردار ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ
روح کے عالم نہ ہوں جب کہ اللہ تعالےٰ
نے آپ پر احسان فرمایا (اور قرآن میں
آپ کے متعلق فرمایا) ہم نے آپ کو سکھا دیا
جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر تو اللہ
کا فضلِ عظیم ہے۔

دیکھئے علامہ عینی نے آیہ مبارکہ "علمک مالم تکن تعلم" میں ما کو عموم پر رکھا اور ما سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ اس کے عموم میں روح بھی داخل ہے پھر کیسے یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو روح کا علم نہ دیا ہو۔ اس کے بعد علامہ عینی لکھتے ہیں آیت یسئلونک عن الروح سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو روح کا علم نہیں دیا۔ یا حضور علیہ السلام روح کی حقیقت نہیں جانتے تھے چنانچہ ان کے اصل الفاظ یہ ہیں: وقد قال اکثر العلماء لیس فی الآیۃ دلیل علی ان الروح لا یعلم ولا علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یعلمھا۔ (عینی جلد اوّل صـ ۶۱۲)

بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ ۲۷۴
مَخَافَةَ اَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ
النَّاسِ فَيَقَعُوْا فِيْ اَشَدَّ مِنْهُ۔

باب۔ ایک افضل کام کو اس وجہ سے چھوڑ دینا
کہ لوگوں کی عقلیں اس کی حکمت تک نہ پہنچیں
اور اس کو کرنے سے لوگ اس سے بڑھ کر
کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔

اس باب میں امام نے جس امر کی طرف توجہ دلائی ہے وہ فی زمانہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ امام یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو فی نفسہٖ بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن ان اچھے کاموں کے کرنے سے جب یہ خطرہ محسوس ہو کہ لوگ ان کی اچھائی کو نہیں سمجھیں گے اور کسی بڑے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں اس افضل کام کو نہ کرنا بہتر ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا عَائِشَةُ لَوْ لَا قَوْمُكِ حَدِيْثٌ
عَهْدُهُمْ (قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ)
لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا

حضرت عائشہ سے حضور نے فرمایا اگر تمہاری
قوم کا زمانہ نیا نہ ہوتا (ابن الزبیر نے فرمایا اس
کا مطلب یہ ہے کہ اگر قریش کے کفر کا زمانہ قریب
نہ گزرا ہوتا اور اسلام لائے ہوئے ان کو عرصہ گزر

بَابَيْنِ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ۔

گیا ہوتا) تو میں عمارتِ کعبہ کو گرا دیتا اور اس کے دو دروازے کر دیتا ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے نکلتے پس حضرت ابن الزبیر نے کعبہ کے دو دروازے کر دیئے۔

(بُخاری شریف)

فوائد اس حدیث کو امام نے حج اور تمنی میں ذکر کیا ہے مسلم و ابن ماجہ نے حج میں ذکر کیا ہے۔ حدیث "عہدہم" کے حاصل معنیٰ یہ ہیں کہ قریش نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور ابھی وہ اس مقام پر نہیں پہنچے ہیں کہ افعال کی حکمت کو سمجھ سکیں اور افضل و ادنیٰ میں فرق کر سکیں۔ ۲۔ حضور علیہ السلام کعبہ کی عمارت کو از سرِ نو قواعدِ ابراھیم علیہ السلام پر بنانا چاہتے تھے اور اس کے دو دروازے رکھنا چاہتے تھے مگر آپ نے محض اس مصلحت کی بنا پر اس ارادہ کو ترک فرما دیا کہ قریش کے دل میں کعبہ کی عظمت بہت ہے کہیں وہ میرے اس فعل کی حکمت کو نہ سمجھیں اور کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں ۳۔ علامہ عینی لکھتے ہیں سب سے پہلے کعبہ ملائکہ نے تعمیر کیا پھر سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے۔ اس کے بعد عمالقہ نے اس کے بعد قبیلہ جرھم نے۔ اس کے بعد قریش نے جس میں حضور علیہ السلام کو بھی شامل کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور کے ارادہ
۲۷۵ کے مطابق کعبہ کو بنایا لیکن ظالم حجاج نے پھر ویسے ہی کر دیا جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں تھا اور اب تک اسی حالت میں ہے۔ ۴۔ ہارون نے حضرت امام مالک سے سوال کیا تھا کہ کیا اب کعبہ اسی طرح نہ بنا دیا جائے جیسا کہ حضور چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کرو۔ اس لئے کہ پھر یہ کام ایک کھیل بن جائے گا۔ ۵۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی افضل کام کو اس خطرہ کی بنا پر ترک کیا جا سکتا ہے کہ اس کے کرنے سے لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ وہ کام فرض و واجب نہ ہو کیونکہ جو امور فرض و واجب ہیں وہ تو بہرصورت انجام دیئے جائیں گے اس میں حکّام کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ امورِ سلطنت کو انجام دینے میں مصلحتِ وقت کا خیال رکھیں۔ روح کے متعلق مزید گفتگو انشاء اللہ العزیز کتاب التفسیر میں ہوگی۔

بَابُ مَنْ اَخَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ اَنْ لَا يَفْهَمُوْا۔

باب علم کی بعض باتیں ایک قوم کو بتانا اور دوسری کو نہ بتانا اس خیال سے کہ وہ نہ سمجھیں گے۔

وَقَالَ عَلِیٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ يُّكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

حضرت علی نے فرمایا لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جو وہ سمجھ سکیں کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ وہ اللہ و رسول کو جھٹلائیں۔

گزشتہ باب میں اس کا بیان تھا کہ کسی افضل کام کو اس لئے ترک کیا جا سکتا ہے کہ اس کے کرنے سے لوگ کسی بڑے فتنہ میں پڑ جائیں گے۔ اس باب میں فعل کی جگہ قول کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کلموا [illegible] ر عقولہم کہ لوگوں سے ان کے فہم [illegible] کے موافق کلام کیا جائے اور ایسے امور جو مجمل و مبہم ہوں یا ایسے الفاظ جن کے ظاہری معنیٰ مراد نہ ہوں وہ بغیر تفسیر و تشریح کے سامنے نہ رکھے جائیں کیونکہ جو لوگ دین کی عمومی تعلیم اور قرآن و حدیث کے طرز بیان سے ناواقف ہوتے ہیں وہ بعض دفعہ کچھ سے کچھ کا کچھ سمجھ جاتے ہیں اور یہ بات اللہ و رسول کی تکذیب کا سبب بن جاتی ہے اور اس کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں۔ کبھی لفظ مجمل ہوتا ہے اور جب تک اس کی شرح نہ کر دی جائے بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کبھی لفظ کے ظاہری معنیٰ مراد نہیں ہوتے اور یہ بتانا پڑتا ہے کہ یہ لفظ یہاں اس معنیٰ میں استعمال ہوا ہے کہیں لفظ کے حقیقی اور کہیں مجازی معنیٰ مراد ہوتے ہیں اور کہیں سیاق و سباق کو دیکھ کر اور دیگر دلائل شرعیہ کو پیش نظر رکھ کر معنیٰ متعین کئے جاتے ہیں کبھی شارع علیہ السلام کا کوئی حکم یا فعل کسی خاص موقع یا محل کے لئے خاص ہوتا ہے اور لوگ صرف ترجمے سے اس کو عام حکم سمجھ جاتے ہیں اور شارع کے مرادی معنیٰ تک ان کی فہم نہیں پہنچتی ہے سیدنا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کے ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ عوام کے سامنے دینی مسائل و عقائد اس طرح بیان کئے جائیں کہ وہ مسائل و عقائد کو سمجھ جائیں۔

عَنْ انسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم ۲۷۶
وَ مُعَاذٌ رَدِيفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ
يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ
لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ
ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ
اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ
صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ
اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ
اِذًا يَتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ
مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا (بخاری)

حضرت انس بن مالک راوی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت معاذ کو جب کہ وہ آپ کے ساتھ ایک ہی کجاوے پر سوار تھے پکارا اور فرمایا یا معاذ! انہوں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ وسعدیک۔ تین مرتبہ حضور نے پکارا اور معاذ نے جواب میں لبیک یا رسول اللہ وسعدیک کہا حضور نے فرمایا جس کسی نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی تو اللہ نے دوزخ پر ایسے شخص کو حرام کر دیا حضرت معاذ نے عرض کی کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہوں حضور نے فرمایا پھر وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ پھر حضرت معاذ نے کتمانِ علم کے گناہ کے خوف سے بوقت وفات یہ حدیث لوگوں سے بیان کی۔